ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر شگفتہ فردوس ❁
ڈاکٹر یاسمین کوثر ❁❁

عبدالکریم ثمر کی شاعری میں اسلامی فکر کا مطالعہ

Study of Islamic Thought in the poetry of Abdul Kareem Samar

By *Dr. Shagufta Firdous, Asst. Prof. Urdu, Govt. College, Women University, Sialkot.*
Dr. Yasmeen Kausar, Asst. Prof. Urdu, University of Sialkot.

ABSTRACT

Abdul Karim Samar was an active member of Tehreek-e-Pakistan and a strong advocate of Islamic literature. He was deeply influenced by Allama Iqbal's thought and Islamic ideology. He highlighted Islamic thought in both genres of poetry and prose after the establishment of Pakistan. In his poetry we find the ideological basis of Islam as well as the message of living our lives according to the principles taught by Islam by taking advantage of the blessed life of the Holy Prophet. In his poetry, movement and action are found in the subject of hope and expansion. He used his creative talents to create constructive literature after his affiliation with the Islamic Literature Movement. We find a clear expression of this in his poetry collection *Loh-o-qlam*, *Shakh-e-Sidra* and in *Shair-o-Ilham*.

Keywords: Islamic literature, Poetry, movement, Abdul Kareem Samar, ideological basis of Islam, expression.

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کی پیروی کے لیے مسلمانانِ برصغیر نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے پاکستان حاصل کیا۔ آزادی کی اس جدوجہد میں اردو شعرا کے قلمی جہاد نے بھی مسلمانوں کے دلوں میں

❁ اسسٹنٹ پروفیسر اردو، جی سی ویمن یونی ورسٹی، سیالکوٹ
❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر اردو، یونی ورسٹی آف سیال کوٹ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

آزادی کی جوت جگانے میں فعال کردار ادا کیا۔ ان مشاہیر میں علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر، حسرت موہانی، جیسے عملی سیاسی لیڈر بھی شامل تھے جن کے فکر و عمل سے آزادی کی راہیں ہموار ہوئیں۔ ان کی نگارشات نے مسلمانانِ برصغیر کو ایک روشن مستقبل کی نوید سنائی جہاں وہ ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اپنے دین کی پیروی میں زندگی گزار سکیں گے۔

عبدالکریم ثمر کا شمار بھی جدو جہد آزادی میں عملی طور پر شریک ہونے والے شعرا میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے اپنی شاعری کو تحرک، خودشناسی اور جذبہ عشق و عمل کی آبیاری کے لیے استعمال کیا۔ شاعری کیوں کہ انسانی جذبات و احساسات کی ترجمانی کی سب سے بہترین صورت ہے اس لیے دنیا بھر کے علم و ادب میں شعرا کو ایک خاص محبت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کم از کم الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کا یہ خاص وصف ہی ہے جس کی وجہ سے مقصدیت پسند شعرا اپنے ان افکار و نظریات سے لوگوں کے دلوں کو انقلاب آشنا کرتے ہوئے قوم کو زندگی میں ایک خاص مرکزیت و منزل کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔ عبدالکریم ثمر بھی مقصدیت پسند شاعر تھے اُنھوں نے اپنے قلم کو قوم کی امانت تصور کرتے ہوئے اسے معاشرے کی رہنمائی کے لیے استعمال کیا۔ وہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے اور ۱۸ فروری ۱۹۸۹ء کو یہیں آسودہ خاک ہوئے۔ اُنھوں نے شاعری کے علاوہ سفرنامہ نگاری اور صحافت میں بھی نام کمایا اور پنجابی زبان میں سیرت نبوی ﷺ پر کتاب لکھ کر خود اس کا اردو ترجمہ ''رسول کائنات سید دارین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ'' کے عنوان سے کیا جس پر انھیں کتب سیرت النبی ﷺ کے قومی مقابلہ برائے ۱۴۰۴ھ میں خصوصی انعام سے بھی نوازا گیا۔ ان کی دیگر شعری تخلیقات میں ''زندگی''، ''شاخِ سدرہ''، ''احسن التقویم''، ''سفرِ حجاز''، ''شعر و الہام'' اور ''لوح و قلم'' شامل ہیں۔ اسلام اور محمد عربی سے اُن کی والہانہ محبت اُن کی شاعری کا مطمحِ نظر رہا۔

مسلمانانِ برصغیر کی محنتوں اور قربانیوں کے نتیجے میں جب پاکستان ایک آزاد اسلامی ریاست کے طور پر ابھرا تو اس کی بنیادیں ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے پر استوار تھیں۔ یہ نعرہ نہ صرف اس مملکتِ خداداد کے حصول کی غرض و غایت کا مظہر تھا بلکہ اس ملک میں بسنے والوں کے ضابطۂ حیات کی بھی وضاحت کرتا تھا، یعنی ایک ایسی سرزمینِ پاک جہاں مسلمان اپنی آزادی سے اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق زندگی گزار سکیں گے۔ لہٰذا قیامِ پاکستان کے بعد اس امر پر زور دیا جانے لگا کہ ہمیں شرعی احکامات اور اسلامی نظریات کو زندگی کے ہر شعبے میں مرکزیت دینی چاہیے۔ اس حوالے سے ادبی سطح پر بھی اسلامی فکر کی ترویج کے لیے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کی گئیں۔ اسلام کی آفاقی اقدار و روایات کو فروغ دینے کے لیے باقاعدہ تحریک کا آغاز ہوا جسے اسلامی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ادب یا ''تعمیری ادب'' کا نام دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں لاہور میں ''تعمیر پسند مصنّفین'' کے نام سے ایک ادبی انجمن بنائی گئی جس میں ابو صالح اصلاحی، بشیر احمد ارشد اور نعیم صدیقی نے شمولیت اختیار کی۔ اسی سال کراچی میں ''حلقۂ ادبِ اسلامی'' کا آغاز بھی ہوا۔ ۱۹۴۹ء میں لاہور میں دونوں حلقوں کے ادیبوں کا کنونشن ہوا اور ''حلقۂ ادبِ اسلامی'' کی با قاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ ممتاز حسین اس انجمن کے صدر جب کہ اسعد گیلانی جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ نظریاتی طور پر خدائے واحد کی معرفت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور قرآنی اصول و عقائد کو اس تحریک میں مرکزیت دی گئی۔ خود عبدالکریم ثمر نے اپنی شاعری کا یہی مقصد بیان کیا ہے:

غمِ عشق بخشوں میں انسان کو مسلمان کردوں مسلمان کو
محمدؐ کا کردوں جہاں کو غلام کہ جاری وساری ہو تیرا نظام(۱)

تحریکِ ادبِ اسلامی میں مقصدیت کو خاص طور پر اُجاگر کیا گیا اس لیے لہٰذا اس سے وابستہ شعرا نے علامہ اقبال کے موضوعاتِ شعری اور افکار کو حرزِ جاں بنایا اور اس سے کسبِ فیض کیا۔ عبدالکریم ثمر نے ''لوح وقلم'' کے دیباچے میں بھی تسلیم کیا کہ اُن کی شخصیت ''سوائے علامہ اقبال کے کسی سے متاثر نہ ہوسکی۔'' انھوں نے اس بات کا اظہار شعری پیرائے میں بھی کیا اور علامہ اقبال کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظم ''اقبال'' میں کہا کہ:

وسعت ہے تخیل کی خیالِ اقبال ملت کی جلالت ہے جلالِ اقبال
وہ دیکھ فضاؤں میں اُفق سے بھی پرے لہراتا ہے پرچمِ کمالِ اقبال(۲)

اس تحریک پر علامہ اقبال کے انقلابی نظریات کے اثرات کو ادب اسلامی کے بنیاد گزاروں نے بھی تسلیم کیا اس حوالے سے فروغ احمد کا کہنا ہے کہ ''جدید اسلامی ادب کی تحریک کا آغاز اس نئی لہر سے ہوا جسے پیدا تو اقبال نے کیا تھا لیکن واضح سے واضح تر کرنے کا فرض ان ادیبوں نے انجام دیا جو تحریک اسلامی کے علمبردار تھے۔''(۳) انھوں نے اسے عصرِ حاضر کے فکری چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنایا۔ اگرچہ ''حلقہ ادب اسلامی'' کا قیام لاہور میں عمل میں آیا لیکن اس کی ترویج میں نعیم صدیقی کے کراچی سے شائع ہونے والے ماہنامے ''چراغِ راہ'' کا بھی کردار رہا، اُن کے ۱۹۴۸ء میں شائع ہونے والے اگست تا اکتوبر تین شماروں میں اسلامی ادیبوں کی تنظیم پر زور دیا گیا۔ اسی طرح اسعد گیلانی کے رسالے ''جہانِ نو'' اور ماہر القادری کے رسالے ''فاران'' نے بھی اسلامی ادب کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن کی شاعری میں بھی مسلمانانِ برصغیر کے دلوں کو گرمانے اور اُن میں اسلامی روح کی بیداری کی کوشش گئی انھوں نے دل ونظر کی روشنی کو یقیں سے کشید کر کے رہِ حیات کو آسان بنانے کی تجویز دی، ان کی شاعری جدت کی کورانہ تقلید کے مقابل تعمیری ومعتدل طرزِ اظہار کی حامل رہی۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کامیابی سرِ منزل نظر آتی ہے مجھے
صبحِ آزادیٔ کامل نظر آتی ہے مجھے[۴]

تحریک میں اردو کے نثری اور شعری ادب اور فن کے ذریعے اسلامی افکار و نظریات کو فروغ دینے کے لیے عملی کاوشیں کی جانے لگیں۔ ادب میں اسلامی رنگ و آہنگ کو فروغ دے کر پاکستانی ادب کی اپنی شناخت بنانے پر زور دیا گیا۔ ماہر القادری نے اس ادب کو پاکستان کے ادب کی شناخت قرار دیا کیوں کہ ’’پاکستانی ادب وہی ادب ہوسکتا ہے جو اسلامی، اخلاق، اسلامی اقدار اور اسلامی نظریوں کا ترجمان ہو۔‘‘[۵] اس تحریک کے میر کارواں نعیم صدیقی تھے جنھوں نے ادب کی مقصدی جہت پر زور دیا اور اس تحریک کے منشور میں اخلاقی اقدار کی بازیافت کو اہمیت دی گئی۔ علاوہ ازیں اس میں صالح فکر اور امید پرستی کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا تاکہ لوگ ماضی کے دردناک واقعات پر مغموم و دل گرفتہ نہ رہیں بلکہ ایک روشن اور بہتر مستقبل کی امید کے ساتھ اُن میں حرکت و عمل کو فروغ دیا جاسکے۔ قوم میں اسلامی فکر کو ابھارنے کی کوششوں میں عبدالکریم ثمر کے ساتھ شامل دیگر شعرا میں، علیم ناصری، محشر رسول نگری، حفیظ تائب، مظفر وارثی، ریاض مجید، اظہار الحق، شوکت ہاشمی جیسے موقر شعرا بھی شامل رہے جنھوں نے ملکِ خداداد پاکستان کو اسلامی فکر کا گہوارہ بنانے کی سعی کو تاحیات جاری رکھا۔ اس ادبی تحریک کے حوالے سے قمر رئیس لکھتے ہیں:

> یہ تحریک زمینی رشتوں کی نفی کر کے ایک ایسا نظام قائم کرنے کی داعی تھی جو اسلام کی اساسی روح کے ساتھ پوری مطابقت رکھتا ہو۔ اس نے الحاد، بے دینی، فحاشی اور عریانی کو نشانہ بنایا۔[۶]

عبدالکریم ثمر نے بھی اپنے کلام میں ہر طرح سے اسلامی روح سمونے کی ایک ادبی کوشش کی۔ اس تحریک نے نئے نظام کی تخلیق کی نوید سنائی جس میں اک نیا رنگ و آہنگ ہوگا اور اس میں اسلام کی حکمرانی ہوگی۔ اس کے تحت تخلیق کردہ ادب کو ایک زندہ قوم کا زندہ و جاوید ادب قرار دیا گیا جس سے انسانیت کی فلاح اور امن و آشتی کا فروغ ممکن ہے۔ لہٰذا اس میں ادب برائے ادب کے بجائے ادب کے افادی اور اسلامی پہلو پر زور دیا گیا تاکہ اعلیٰ اخلاقی، معاشرتی و معاشی اقدار کو فروغ دیا جاسکے۔ یہی وہ بنیادی مقاصد تھے جن پر عبدالکریم ثمر کی گہری نظر تھی اور انھوں نے ساتھیوں کی مانند پاکستان میں نفاذ اسلام کی تمنا کو اپنی نظموں میں بیان کیا۔ اس دلی آرزو کا اظہار اُن کی ایک نظم ’’نیا نظام چمن‘‘ میں کچھ اس طرح سے کیا گیا:

نوائے عشق سے گونجیں گے کوہ دشت و چمن کہ نورِ حسن سے رخشاں ہے زندگی کی کرن

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہمارا ذوق نشیمن بلند ہے گلچیں ہمیں کریں گے مرتب نیا نظام چمن(۷)

عبدالکریم ثمر نے اس جذبے کو اپنی شاعری میں نہ صرف سمویا بلکہ آزادی کی اس نعمت کو خودی کے تحفظ کی ضمانت بھی قرار دیا۔ انھوں نے اپنے اہل وطن کو یہ بھی باور کرایا کہ ہماری جدوجہد محض زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے تک محدود نہیں تھی بلکہ اب اس سوچ کے مطابق اپنی سیرتوں کو ڈھالنے کی ضرورت بھی ہے۔ اس خواہش کا اظہار آزادی کی اس نوید کے ساتھ ہی دکھائی دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

تیرگی کے قلب سے نکلی ہے آزادی کی ضو جگمگا اُٹھی ہے میری شمعِ خودداری کی لو
یہ رصدگاہِ تمنازیست کا پیغام ہے شامِ غم کو چیر کر نکلا شفق سے ماہِ نو
اے مسافر اپنی سیرت کو مدون کر ذرا کارواں کے سامنے ہے اور اِک اندازِ نو(۸)

عبدالکریم ثمر کو اسلامی اصولوں کے ساتھ ایک گہری موانست تھی، اُنھوں نے اس تحریک کے تحت مختلف اصناف شعری میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ ان کی شاعری میں مقصدیت کا رنگ غالب ہے۔ انھوں نے نظم ونثر میں اسلامی افکار ونظریات کی ترویج کے لیے نبی اکرم کے اُسوہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اسلامی نظام حکومت کے قیام کی تمنا اُن کا مطمحِ نظر تھا جس کا انھوں نے برملا اظہار کیا۔ اس حوالے سے اپنے شعری مجموعے ''لوح وقلم'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> میں ہر شعر کو اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات یقین کرتا ہوں، میرے کلام کا پس منظر بھی اسلام کے جذبات ہیں اور انھی کی شرح... میں پاکستان کو اسلامی نظام میں سمو دینے کا خواہش مند ہوں اور اپنے شعر کو بھی اسلام کی خدمت اور دین کی نشرواشاعت کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں۔(۹)

انھوں نے کفر وظلمت میں گھری ہوئی اس دنیا میں اسلامی نظام حکومت کو سب سے افضل و اعلیٰ قرار دیا ہے۔ کیوں کہ اس میں انسانوں کو مساوات کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ اعلیٰ اخلاق کی تربیت کے لیے ضروری ہے۔ اس نظام حکومت کے تحت وہ عدل قائم کر کے گمراہی اور عصیاں کی تاریکیوں سے اہل وطن کو نکالنا چاہتے تھے۔ اُن کے نزدیک ہمارے دین کی بنیاد واحدانیت پر اُستوار ہے۔ اُن کی شاعری میں ہمیں جابجا اس کا اظہار بھی ملتا ہے:

ہے نورِ ارض و سما لا الہ الا اللہ
کہ دو جہاں کے اندھیروں کا ہے یہی فانوس(۱۰)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عبدالکریم ثمر نے اپنی شاعری سے اہلِ وطن کے دلوں میں شعور و آگہی کی شمعیں بھی روشن کرنے کی کوشش کی۔ اُن کی شاعری میں بہت واضح پیغام ملتا ہے کہ دنیا و آخرت کی ساری کامیابیوں کا راز رضائے الٰہی میں پنہاں ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو اپنی نگاہ بلند رکھتے ہوئے خدا کی ذات پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیے۔ انھوں نے یہ احساس اُجاگر کرنے کی کوشش کی کہ اگر ہم ہمت کریں تو آسماں کی وسعتوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنے شرف کے باعث اس مقام پر فائز ہوگا جو اسے اللہ کا نائب بنانے والا ہے۔ اسی لیے وہ مردِ مسلماں کو اس کون و مکاں کی وسعتوں پر حاوی ہو جانے کا طریقہ سکھاتے ہیں، اُن کے یہ اشعار ان کی علامہ اقبال سے گہری وابستگی کو واضح کرتے ہیں:

تو مسلماں ہے ثمؔر کون و مکاں تیرے ہیں
تیری پرواز کی حد عرشِ معلاّ سے فزوں[۱۱]

عبدالکریم ثمر کی اقرآن کریم کے اس پیغام کو عام کرنے کی سعی کی جس کے مطابق انسان کو اس کی کوشش کے مطابق ملتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی عمل پیہم سے تسخیر کائنات کی جانب توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم اللہ کے نائب ہونے کا حق ادا کرسکیں۔ ایسا مسلمان جو ایمان کی قوت سے لبریز ہو اس میں یہ ہنر پیدا ہوگا کہ وہ ذرّوں کو بھی صیقل کر سکے۔ اس لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے عملِ پیہم شرطِ اوّل ہے۔

اُٹھا کے ذرّوں کو پھر کہکشاں بنانا ہے نفس نفس کو ابھی جاوداں بنانا ہے
اٹھو بھی عہد نوی کے غیور انسانو! کہ اِس زمیں کو تمھیں آسماں بنانا ہے[۱۲]

عبدالکریم ثمر نے قوم کو راہ عمل پر آمادہ کرتے ہوئے انسانی عظمت کے ان خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے نفاذ اسلامی کی راہ تجویز کی۔ اُن کی شاعری میں حرکت و عمل کا فلسفہ نمایاں ہے۔ وہ تفکر و تدبر کے ساتھ عمل کی راہ اپنانے پر اس لیے بھی زور دیتے تھے کہ اِسی سے قوموں کے لیے ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ آزادی کی جدوجہد میں کامیابی کے بعد اِک نئی سرزمین کو آباد کرنے میں اُن کے اہلِ وطن کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس میں وہ مایوس نہ ہوں بلکہ اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے اپنی محنت سے جیسے محکومیت سے نجات حاصل کی تنگی کی اس کیفیت سے بھی نکل آئیں گے لیکن اس میں جواں مردی اور استقامت کی راہ اپنانا ضروری ہے:

یاں مرد مجاہد اٹھ، پھر تیغ و سناں لے کر ہمت ہو جواں جس دم دل دیتا ہے خود یارا
مسکینی و محکومی تقدیر نہ بن جائے مردہ ہے تو بے حس ہو زندہ ہے تو کر چارہ[۱۳]

یوں عبدالکریم ثمر نے جہاں عملِ پیہم سے اپنے وجود کے اثبات کا پیغام دیا وہیں اپنے دور کے الحاد پسند

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حکمرانوں کے حوالے سے بھی جہاد بالقلم کا اعلان کیا۔اسلامی نظام حکومت کے احیا کی جو شدید خواہش ہمیں اُن کے ہاں نظر آتی ہے اس کے حوالے سے پروفیسر ہارون رشید نے انھیں اسلام پسند شاعر قرار دیا ہے:

> عبدالکریم ثمر بھی ایک ممتاز اسلام پسند شاعر ہیں اور ایک عرصے سے موجودہ حکمرانوں کے خلاف جہاد بالقلم کر رہے ہیں ان کے کلام میں سوز و گداز بھی ہے اور فکر و نظر کی وسعت و گہرائی بھی۔(۱۴)

عبدالکریم ثمر رجائیت پسند شاعر تھے، اُنہیں حالات کی تلخیوں سے نبرد آزما ہونے اور تاریکیوں میں امید کی شمع روشن کرنے کا ہنر آتا تھا... اس لیے کسی لمحے مایوسی ان کے قریب نہیں آتی اور وہ اس پاکستان کے روشن مستقبل کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی اسی خوبی کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے کہا کہ وہ ''اقبال کے مدرسۂ فکر کے بالغ نظر طالب علم ہیں، اُن کی شاعری کا مرکزی نقطہ امید و نشاط ہے اور محورِ فکرِ اسلام یعنی ثنائے سرورِ عالم اور ستائشِ اسلام۔''(۱۵) وہ نظریے کی بنیاد پر ادب میں انقلابی کیفیت پیدا کرنے کے متمنی تھے۔ اس کے لیے افراد کی فکر میں تبدیلی ایک لازمی امر ہے جس کی سعی اسلامی ادب کی تحریک کے ذریعے کی گئی۔ اُنھوں نے افرادِ ملت کی صلاحیتوں کو تعمیر ملک و ملت کے لیے استعمال کرنے کے لیے اپنی شاعری کو ذریعہ بنایا۔ وہ نو جوانوں میں روحِ انقلاب پیدا کرنے کے لیے لکھتے ہیں:

عالمِ گزراں میں ہر لمحہ ہے تازہ انقلاب ‌ ‌ تودۂ خاشاک سے کوہِ گراں پیدا کریں
پیشوائی کے لیے ہو جس کی منزل کو تلاش ‌ ‌ کیوں نہ راہِ شوق میں وہ کارواں پیدا کریں(۱۶)

عبدالکریم ثمر جذب و یقینِ کامل سے اس جہان کو بدل کر رکھ دینے کی انسانی صلاحیتوں سے بخوبی آشنا تھے، اسی لیے وہ اس سرزمین پاک میں اسلام کے سنہری اصولوں اور قوانین کو پھلتا پھولتا دیکھنے کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہے۔ انھوں نے ادب اسلامی کو پروان چڑھانے میں اپنا فعال کردار ادا کیا۔ نظم ''دعوت کار'' میں اسی عزم و یقین اور محنت سے کامیابی حاصل کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ہم جو چاہیں تو بدل سکتا ہے باطل کا نظام ‌ ‌ قم باذن اللہ سے تازہ جہاں پیدا کریں
عالم گزراں میں ہر لمحہ ہے تازہ انقلاب ‌ ‌ تودہ خاک سے کوہِ گراں پیدا کریں(۱۷)

پاکستانی قوم کو قیام پاکستان کے بعد بہت سے نامساعد حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا جس سے بہت سے لوگ دلبرداشتہ بھی ہوئے۔ چند نے ماضی میں پناہ لینے کی کوشش کی لیکن کچھ شعرا ایسے بھی تھے جن کی زندگی کا مقصد لوگوں کو ان کٹھن حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ عطا کرنا بھی تھا تاکہ وہ مایوسیوں کے گھٹا ٹوپ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اندھیرے کی نذر ہوکر نہ رہ جائیں اس حوالے سے عبد اکریم ثمر کی شاعری تاریکی میں دِیے کا کام کرتی ہے۔ ایسے مواقع پر ان کی لفظیات میں بھی ہمیں، اُن سنگلاخ زمینوں میں ابھرنے والے پھول ملتے ہیں جو اپنی رنگت کی وجہ سے قربانیوں کی علامت بھی ہیں اور امید کا پیغام بھی:

میں نے اس ماحول کی تاریکیوں میں اے ثمر
لالۂ صحرا کی صورت کچھ جلائے ہیں دیے(۱۸)

اُن کی شاعری اپنے دین سے بے ساختہ محبت اور اس کے ابدی پیغام کی چاہت ملتی ہے۔ ان کی شاعری کا کمال ہے کہ انھوں نے اپنے قاری کو ایک روشن مستقبل کی نوید سنائی ہے وہ تمام رہ نوردانِ شوق کو ان کے جادہ منزل کی جانب گامزن ہونے کے لیے اپنی راہ کے ذرّوں سے بھی روشنی کشید کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس کا اظہار ان کے اِن اشعار میں نمایاں ہے:

مرا نقشِ کفِ پا ہے چراغِ جادۂ منزل ستاروں کی طرح ہیں راہ کے ذرّے بھی رخشندہ
میں اس انداز سے گزرا ہوں جلوہ گاہِ عالم سے رہیں گے حشر تک تاریخ کے اوراق تابندہ
نگاہِ کارواں میں کیوں ہوئیں تاریکیاں پیدا ابھی ہیں ولولے تازہ، ابھی ہمت ہے رخشندہ(۱۹)

عبد الکریم ثمر کی اسلام سے اس قدر والہانہ محبت نے انھیں نعتیہ شاعری کی جانب متوجہ کیا جس کے تحت انھوں نے ''شعر و الہام'' کا ایک حصہ اور ''شاخِ سدرہ'' کے عنوان سے کتاب لکھی جس میں وہ آپؐ کی اس دنیا میں آمد کو تمام انسانوں کے لیے رحمت کا سبب قرار دیتے ہوئے ان کے اُسوہ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ کیوں کہ جہالت سے اٹی ہوئی اس ویران دنیا میں نبیِ اکرم ﷺ کی تشریف آوری گلستاں میں بہار کی مانند تھی:

بہارِ جاوداں کے سلسلے ہیں چمن میری امیدوں کے کھلے ہیں
رسول اللہ کے فیضِ نظر سے سہارے ملک و ملت کو ملے ہیں(۲۰)

نعت گوئی ایک مشکل فن ہے کیوں کہ اُس ہستی کی مدحت بیان کرنا کس طرح سے آسان امر ہوسکتا ہے جس کی شان خود پروردگارِ عالم نے بیان کر دی اور ان پر درود وسلام بھیج کر تمام فرشتوں کے ساتھ اہل ایمان کو بھی ان پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا۔ اردو زبان و ادب میں نعتیہ شاعری کے ذریعے شعرا نے مدحت کے پھول بر سائے ہیں اس حوالے سے کام کرنا انتہائی مشکل ہے کیوں کہ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس میں عقیدت و محبت کے دامن کو آداب کے دائرے میں رکھا جاتا ہے۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ ایک نہایت نازک اور مشکل کام ہے جس میں ذرہ برابر غلطی ایمان کے خاتمے کا باعث بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اسے ایک نہایت مشکل فن اور تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف گردانتے تھے۔ اُن کے خیال میں اس کی نسبت حمد لکھنا زیادہ آسان ہے کہ اس میں بیان کی کوئی حد نہیں اور اُس کی تعریف لامحدود ہے۔ جب کہ نعت میں ہر لحظہ اس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ وہ حد سے تجاوز کر کے الوہیت کے دائرے میں داخل نہ ہو جائے اور نہ ہی اس کے بیان میں کوئی کمی رہ جائے جس سے بیان میں نقص پیدا ہو۔ عبدالکریم ثمر نے ان تمام حدود و قیود کی پاسداری کے ساتھ ساتھ نعت کے بہت عمدہ نمونے پیش کیے۔ اُنھوں نے ''شاخِ سدرہ'' میں آپ ﷺ سے بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے انھیں امت مسلمہ اور تمام انسانوں کے لیے شمع ہدایت قرار دیا ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار میں حُبِّ رسولؐ کا پہلو بہت نمایاں ہے وہ نبی کریم ﷺ کی ہستی کو ''صبحِ نو'' اور ''بہار'' قرار دیتے ہوئے اُن کی ذات سے وابستگی کو دارین کی کامیابی کہا ہے۔ اُنھوں نے نبی اکرمؐ کو اس مشکل و ابتلا کے دور میں انسانوں کے لیے ایک ایسی ہستی کے رُوپ میں پیش کیا ہے جو حیات آفریں اور رہبر و رہنما ہے۔ جن کے وجود سے یہ دنیا بقعہ نور بنی۔ ان کی آمد سے اور اس دنیا کے سب انسانوں کے لیے رحمت و برکت کے وہ چشمے جاری ہوئے جن سے انسانیت سیراب ہوئی۔ آپ ﷺ کی ہستی رشد و ہدایت کی ایسی شمع کی مانند ہے جس کی موجودگی میں تاریکیوں کا وجود قائم رہ ہی نہیں سکتا:

ملی ہے تیرہ ضمیروں کو صبحِ نو کی نوید
ہوا ہے طیبہ و فاراں پہ زندگی کا نزول(۲۱)

اسلام کے ابدی پیغام کے حسن اور حسنِ سیرتِ رسول ﷺ کو بیان کرنے کے حوالے سے ہمیں عبدالکریم ثمر کی شاعری میں بہتر مستقبل کی نوید ملتی ہے۔ ان کی شاعری میں نبیِ کریم ﷺ کی ذات سے نسبت کو تمام مشکلات کے خاتمے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ جو افسردہ دلوں کو شگفتگی اور ناامیدوں کو امید کی راہ دکھانے کا باعث ہیں۔ اور اُن ہی کی ذاتِ اطہر سے وابستگی سے پژمردہ دلوں کو تازگی ملتی ہے:

نام لیا ہے آپؐ کا جب کبھی مشکلات میں ۔۔۔ کشمکشِ حیات سے مجھ کو نجات مل گئی(۲۲)

تو نویدِ امن و رحمت تُو رئیس بزمِ امکاں ۔۔۔ تیرے عشق میں ہے لذت تیرے درد میں ہے رحمت(۲۳)

انھوں نے اپنے منفرد انداز میں نعت کی روایت کو آگے بڑھانے کی کوشش کی تمام افسردہ دلوں کو اُمید کی کرن دکھا کر مرہم کا کام کیا۔ اُن کی شاعری میں آپؐ کو نور اور نصاب عمل کہا ہے جس کی پیروی سے ہم کامیاب ہوں گے۔ اُنھوں نے غزل کی ہئیت میں نعتیں کہیں اور اس میں اپنی فکری و فنّی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ اُن

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کی نعت گوئی کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں کہ:

> عبدالکریم ثمر کی نعت گوئی میں جدید موضوعات نعت کی فراوانی ہے ان کی نعتوں میں آنحضرتؐ کے اُسوہ حسنہ کے بیان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جس نے زمانے کو زیست کے آداب اور تہذیب سکھائی۔(۲۴)

عبدالکریم ثمر نے جس جذبے کے ساتھ تحریک آزادی میں سیاسی طور پر شرکت کی تھی اُسی طرح اپنے قلم سے بھی آزادی کی جدو جہد میں اپنا کردار ادا کیا اور قیامِ پاکستان کے بعد، اس سرزمینِ پاک کو اس؛ لام کے عطا کردہ نظام کے مطابق چلانے کے لیے ادبی سطح پر جدو جہد میں بھرپور شمولیت اختیار کی، اُن کی شاعری میں اسلامی فکر کا جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے قرآن و حدیث سے اخذ کردہ اصولوں اور اخلاقی اقدار کو مختلف اصناف شعر میں اس طرح بیان کیا کہ ان کا کلام مقصدیت اور اسلام کی ترویج کا باعث بنے۔ اس حوالے سے ان کی نعتیہ شاعری بھی قابل قدر ہے، انھیں اپنے پیغام کی کامیابی پر مکمل یقین تھا یہی وجہ ہے کہ اُن کا کلام امید کا مظہر ہے۔ انھوں نے عصری آگہی کے ذریعے اپنے عہد کے مسائل کو سمجھا اور اس کا حل قرآنِ کریم اور سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں بتایا ہے۔ اُن کی دلی تمنا رہی کہ جس مقصد سے ہم نے یہ وطنِ عزیز حاصل کیا ہے، اسے ہم کسی لمحے فراموش نہ کریں اور انفرادی و اجتماعی سطح پر اسلامی نظامِ حیات کو فروغ دینے کی کوشش جاری رکھیں۔

حواشی

۱۔ عبدالکریم ثمر، ''لوح و قلم''، (لاہور: مکتبہ نوائے وقت، س ن)، ص ۱۶

۲۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۳۔ پروفیسر فروغ احمد، ''اسلامی ادب کی تحریک''، مشمولہ ماہ نامہ ''سیارہ ڈائجسٹ''، شمارہ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۸۱

۴۔ مولانا ماہر القادری، ''کلیاتِ ماہر''، مرتبہ: ڈاکٹر عبدالغنی فاروق، (کراچی: ادارہ تعمیرِ ادب، ۱۹۹۶ء)، ص ۶۳

۵۔ ایضاً، ''پاکستانی ادب کیا ہے''، مشمولہ ''خیابان''، پشاور، شمارہ دسمبر ۱۹۶۴ء، ص ۱۷۷

۶۔ پروفیسر قمر رئیس، ''معاصر اُردو غزل (مسائل و میلانات)''، (دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۵۴

۷۔ عبدالکریم ثمر، ''لوح و قلم''، ص ۳۸

۸۔ ایضاً، ص ۴۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۵۷

۱۱۔ ایضاً، ''شعر و الہام''، (لاہور: مکتبہ عرفان، ۱۹۶۲ء)، ص ۱۰۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۲۔ ایضاً،ص ۱۱۴

۱۳۔ ایضاً،''لوح وقلم''،ص ۱۷۰

۱۴۔ ہارون الرشید،''اردوادب اوراسلام''،جلداول،(لاہور:اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ،۱۹۶۸ء)،ص ۵۱۸

۱۵۔ ڈاکٹرفرمان فتح پوری،''اردوغزل نعت اورمثنوی''،(لاہور:الوقارپبلی کیشنز،۲۰۰۴ء)،ص ۳۵۹

۱۶۔ عبدالکریم ثمر،''لوح وقلم''،ص ۱۵۶

۱۷۔ ایضاً،''شعروالہام''،ص ۱۵۴

۱۸۔ ایضاً،''لوح وقلم''،ص ۱۹۴

۱۹۔ ایضاً،ص ۸

۲۰۔ ایضاً،''شاخِ سدرہ''،ص ۱۱۹

۲۱۔ ایضاً،''شعروالہام''،ص ۱۹۶

۲۲۔ ایضاً،''شاخِ سدرہ''،ص ۱۱۶

۲۳۔ ایضاً،ص ۱۱۵

۲۴۔ ڈاکٹرریاض مجید،''اردومیں نعت گوئی''،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۹۰ء)،ص ۵۱۵

مآخذ

۱۔ ثمر،عبدالکریم،''لوح وقلم''،لاہور:مکتبہ نوائے وقت،س ن

۲۔ ____،''شعروالہام''،لاہور:مکتبہ عرفان،۱۹۶۲ء

۳۔ رئیس،قمر،پروفیسر،''معاصراُردوغزل(مسائل ومیلانات)''،دہلی:اردواکادمی،۲۰۰۱ء

۴۔ فتح پوری،فرمان،ڈاکٹرفرمان فتح پوری،''اردوغزل نعت اورمثنوی''،لاہور:الوقارپبلی کیشنز،۲۰۰۴ء

۵۔ ماہرالقادری،''کلیاتِ ماہر''،مرتبہ:ڈاکٹرعبدالغنی فاروق،کراچی:ادارہ تعمیرادب،۱۹۹۶ء

۶۔ مجید،ریاض،ڈاکٹر،''اردومیں نعت گوئی''،لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۹۰ء

۷۔ ہارون الرشید،''اردوادب اوراسلام''،جلداول،لاہور:اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ،۱۹۶۸ء

رسائل وجرائد

۱۔ ''خیابان''،پشاور،شمارہ دسمبر ۱۹۶۴ء

۲۔ ماہ نامہ''سیارہ ڈائجسٹ''،شمارہ ستمبر ۱۹۹۵ء